قرآن کے نگینے

ویسے تو قرآن کا ہر ایک حرف اور لفظ ھیرا ہے کیونکہ یہ اللہ کا اپنا کلام ہے۔لیکن کچھ آیات قرآن میں ایسی ہیں جو کہ انسانیت کی آنکھیں کھول دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان آیات میں ہم کو چیلنج کرتا ہے کہ ہم غور اور تدّبُر کریں کہ اللہ ہم سے کیا کہہ رہا ہے اور کیوں کہہ رہا ہے۔اللہ نے ہم کو فہم وفراست، آنکھ، کان اور دماغ عطا فرمایا ہے تا کہ ہم ان آیات پر غور کر کے صراطِ مستقیم کی طرف آئیں، بہت سے لوگوں نے قرآن سے نگینے نکالیں ہیں لیکن وہ زیادہ تر عربی زبان اور اِسکی گرامر کے متعلق ہیں اور کسطرح اللہ نے سب سے زیادہ موضوع لفظ، حالات کے مطابق استعمال کیا ہے۔لیکن اس کتابچے میں ایسے نگینے قرآن سے نکالے گئے ہیں جو کہ انسان کو سوچنے پر مجبور کردیتے ہیں کہ اللہ اپنے کلام میں کسطرح انسان کو دعوتِ حق کی طرف بُلا رہا ہے۔زیادہ تر آیات سلیس زبان میں ہے جو کہ قاری کو سمجھ آجائے گی اور جہاں تشریح کی ضرورت سمجھی گئی ہے وہ کردی گئی ہے۔

۱) جولوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ 2/3

تشریح: قرآن میں اللہ نے جہاں بھی اُسکی راہ میں خرچ کرنے کو کہاہے وہاں پہلے یہ کہہ دیا ہے کہ جو کچھ ہم نے تم کو مال دیا ہے اسمیں سے خرچ کرو۔ اللہ یہاں یہ بتا رہا ہے نیک لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے۔ کچھ لوگ اپنا مال سمجھ کر زاکوۃ، صدقہ وغیرہ نہیں دیتے یا فخر یہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے کتنا مال خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ مال اللہ کا ہے جو تم کو اس نے دیا ہے۔ لہٰذا احسان کس چیز کا کر رہے ہو یہ اللہ کی شانِ رحمت ہے کہ مال بھی اُسکا دیا ہوا ہے اور اگر تم اُسی کے مال سے خرچ کرو اُسکی راہ میں تو پھر بھی ثواب دیتا ہے۔

۲) اُس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ 2/225

تشریح: اللہ نے اسی طرح کی آیات قرآن میں کئی جگہ بیان کی ہیں۔ اللہ یہ فرمارہا ہے کہ انسان جو کچھ مادّی اشیاء رکھتا ہے مثلاً مکان، گاڑی، دولت، زیور یہ سب اللہ کی ملکیت ہے۔ اللہ نے یہ سب چیزیں انسانوں کو امتحان کے طور پر عطا کیں ہے، تاکہ وہ آزمائے کہ کو اسکا شکر گزار یا ناشکرا ہوتا ہے اور یہ مادّی اشیاء کا صحیح یا غلط استعمال کرتا ہے۔ لیکن انسان ہر چیز کو اپنا سمجھ کر فخر اور تکبُر کرتا ہے کہ یہ میرا مکان، میری کار، میری جائیداد وغیرہ۔

۳) اگر تو اونچی بات کہے تو وہ تو ہر ایک پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز کو بھی جانتا ہے۔ 20/7

تشریح: اللہ دِلوں کی بات تک جانتا ہے پھر اسکا یہ کہنا کہ وہ پوشیدہ چیزوں کے علاوہ مزید ہماری پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے جو بات ہمارے دل میں اس وقت ہے اللہ تو اُسکو جان جاتا ہے۔ لیکن ہماری مزید کیا پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے تو اِسکا مطلب یہ ہوا کہ مستقبل میں بھی اگر ہم کوئی چیز جسکا ہمیں ابھی کوئی اِدارک نہیں ہے چھپائیں گے تو وہ بھی اللہ ابھی سے جانتا ہے۔ (سبحان اللہ۔ اللہ کیا شان ہے)

۴) ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول ﷺ تم پر گواہ

ہو جائیں ۔جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اسلئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔گو یہ مشکل کام ہے۔مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا۔اللہ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔ 2/143

تشریح: جب قبلے کی تبدیلی کا وقت آیا تو کچھ صحابہ کو فکر ہوئی کہ ہماری پہلی نمازیں جو دوسرے قبلے کے رُخ پر پڑھتے تھے وہ ضائع ہوگئیں یا جو صحابہ اب فوت ہوچکیں ہیں اُنکی نمازوں کا کیا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاری جسمیں یہ نہیں کہا کہ اللہ تمہاری نمازیں نہیں ضائع کرے گا بلکہ یہ کہا کہ اللہ تمہارے ایمان کو نہیں ضائع کرے گا اسکا مطلب یہ ہوا کہ نماز ہی ایمان ہے اور نماز نہیں تو ایمان بھی نہیں بے نمازی لوگ غور سے سوچیں۔

۵) رحمٰن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں۔سلام-25/63

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے غلام زمین پر عاجزی اور انکساری سے چلتے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کون عاجز اور انکسار ہے۔اللہ نے ایک امتحان دیا ہے اسکو جانچنے کا۔جب متکبر۔بدتمیز، جاہل اور غیر مہذب لوگ بات کرتے ہیں تو اللہ کے عاجز اور انکسار بندے اُنکے منہ نہیں لگتے بلکہ شرافت سے انکو سلام کر کے الگ ہو جاتیہیں ۔حالانکہ یہ آسان کام نہیں ہے۔یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ انسان غصّے میں آکر جواب اور لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہے۔لیکن نیک بندے غصّے کو پی کر شرافت سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

٦) انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور (مٹی ہوکر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گےتو کیا ہم از سرِ نو پیدا کر کے پھر دوبارہ اُٹھا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔جواب دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی خلقت جو تمہارے دِلوں میں بہت ہی سخت معلوم ہو۔وہی اللہ جس نے پہلی بار پیدا کیا وہ زندہ کر دے گا۔

17/49-51

۷)	نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک (ظہر۔عصر۔مغرب اور عشاء) اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی۔یقیناً فجر کے وقت قرآن کا پڑھنا حاضر کیا گیا ہے (فرشتے اسکی گواہی دیتے ہیں)

۸)	قرآن میں کئی جگہ بتایا گیا ہے کہ جولوگ جہنم کو جائیں گے وہ کئی طرح کی آرزوئیں کریں گے۔ لیکن وہ کچھ کام نہ آئیں گی اور بہت دیر ہو چکی ہوگی۔چند آرزوئیں مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ کاش میں مٹی ہو جاتا 79/40
☆ کاش کہ میں اپنی زندگی کے لئے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا۔89/24
☆ کاش کہ میرا اعمال نامہ ہی نہ دیا جاتا۔ 69/25
☆ ہائے افسوس۔کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ 25/28
☆ کاش ہم اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے۔ 33/66
☆ اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کے کہے گا کاش میں نے رسول ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔26/27
☆ کاش میں اِنکے ہمراہ ہوتا تو بڑی کامیابی کو پہنچتا۔ 4/73
☆ کاش میں اپنے رب کو کسی کے ساتھ شریک نہ کرتا۔ 18/42
☆ اے کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دُنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔6/27

۹)	اور رسول ﷺ فرمائیں گے اے میرے رب! بیشک میری اُمت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔25/30

تشریح: قیامت کے دن ہمارے پیارے نبی ہمارے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا (یعنی نہ اسکو سیکھا، نہ سمجھا، نہ اس پر عمل کیا)

کیا ہم سوچ سکتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ہی ہمارے خلاف گواہی دیں گے، یہ منظر رونگھٹے کھڑا کر دینا والا ہے۔اللہ اس قت سے ہم سب کو بچائے اور ہم اس زندگی میں قرآن کو سمجھیں اور اس پر عمل

کریں۔آمین

۱۰) جب حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی جس نے اُسی وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کونگلنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی جادوگر بے اختیار سجدے میں گر گئے اورانہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم تو اللہ رب العالمین پر ایمان لائے یعنیٰ موسیٰ اور ہارونؑ کے رب پر۔ 26/45-48

تشریح: شروع میں جب جادوگروں نے کہا کہ وہ رب العالمین پر ایمان لائے تو فرعون پریشان نہ ہوا کیونکہ وہ خود کو رب کہلواتا تھا۔ وہ سمجھا کہ مجھ پر ایمان لائیں ہیں۔اسی لئے جادوگروں نے فوراً یہ بھی اور کہا کہ موسیٰ اور ہارون کے رب پر (کیونکہ وہ فرعون کو رب نہیں مانتے تھے) اسطرح فرعون کی خوش فہمی اللہ تعالیٰ نے فوراً دُور کر دی۔

۱۱) اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ اُتارا اور یہ بھی حق کے ساتھ اُترا۔ ہم نے آپ کو صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔قرآن تھوڑا تھوڑا اسلیئے اُتارا ہے کہ آپ بہ مہلت لوگوں کوسُنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج (حالات اور واقعات کے مطابق) نازل فرمایا۔

۱۲) اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں اور سوائے اللہ کے جنہیں یہ پوجتے رہے، انہیں جمع کر کے پوچھے گا کہ کیا میرے ان غلاموں کو تم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گُم ہو گئے وہ جواب دیں گے تو پاک ذات ہے خود ہمیں یہ ذیبا نہ تھا تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے ۔ بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے باپ، داداؤں کو آسودگیاں عطا فرمائیں یہاں تک وہ نصیحت بھلا بیٹھے۔ یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے ۔ 25/17-18

تشریح: زندگی کی زیادہ آرام وآسائش انسانوں کو خدا کی یاد سے دُور کر دیتی ہے۔

۱۳) اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور نہ اولا د رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور اِسکی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔ 17/11

۱۴) اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کرونگا۔مگر ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ لینا اور جب

بھی بُھولے اپنے پروردگار کو یاد کرلیا کرنا اور کہتے رہنا کہ مجھے پوری اُمید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ کے قریب ہدایت کے قریب کی بات کی رہبری کرے۔ 18/23-24

۱۵) مال و اولاد تو دنیا کی ہی زینت ہے اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کی خاطر اور (آئیندہ کی) اچھی توقع کے لیئے بہت بہتر ہیں۔ 18/46

لیکن تم تو دُنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہت بہتر اور بقا والی ہے یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں یعنی ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔ 87/16-19

تشریح: سچی حقیقت یہ ہے کہ دُنیاوی زندگی سوائے دھوکہ اور فریب کے کچھ نہیں۔ حقیقی اور لازوال زندگی آخرت کی ہے لیکن زیادہ انسان اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۱۶) روئے زمین کے تمام درخت اگر قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی اور اسکی مدد کو سات سمندر اور ہوں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوسکتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور با حکمت ہے۔ 31/27

کہہ دیجیئے کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا، گو ہم اس جیسا اور بھی اسکی مدد میں لے آئیں۔ 18/29

تشریح: اللہ کے کلمات سے مراد اللہ کا لامحدود علم۔ اسکی لامحدود صفات اور تعریفیں ہیں۔

۱۷) کوئی نفس نہیں جانتا کہ جو کچھ ہم نے انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے اس کا بدلہ ہے۔ 32/17

تشریح: یعنی اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا کہ اُس نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں کیا کیا نعمتیں رکھی ہیں جس سے اسکی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

۱۸) ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے۔ یقیناً تم بہت بُری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے۔ شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے آسمان اور زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ 19/88-93

۱۹) اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔ 20/55

۲۰) ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیاں کی چیزوں کو کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔ 21/16

۲۱) جو لوگ ایمان لائے انکے دل اللہ کے ذِکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دِلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے۔ 13/18

۲۲) بلا شبہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور اِنکے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ اِنکو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جسمیں قتل کرتے ہیں اور قتل کیئے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات۔ انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔ تو تم لوگ اپنی اس تجارت پر جسکا تم نے معاملہ کیا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ 9/111

۲۳) آسمان و زمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے۔ لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔ 40/57

۲۴) لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، غور سے سُنو اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو۔ وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی کیوں نہ جمع ہو جائیں۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اُسے بھی اُس سے نہیں چھڑا سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور اور لاچار۔ ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اُسکے پہچانے کا حق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے۔ 22/73-74

۲۵) جن لوگوں نے کفر کیا ہے۔ قیامت کے دن اُنکو پکار کر کہا جائے گا" آج تمھیں جتنا شدید غصّہ اپنے اوپر آرہا ہے (جہنم میں جاتے وقت)۔ اللہ تم پر اس سے زیادہ غضب ناک اس وقت ہوتا تھا جب تمھیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم کفر کرتے تھے۔ 40/10

۲۶) یہ کہتے ہیں "اگر خدائے رحمٰن چاہتا (کہ ہم اُنکی عبادت نہ کریں۔ یعنی اللہ کے علاوہ معبودوں کی

)تو ہم کبھی انکو نہ پوجتے۔ یہ اس معاملے کی حقیقت کو قطعی نہیں جانتے محض تیر تکے اُڑاتے ہیں۔43/20

تشریح: یعنی اپنے طور پر اللہ کی مشیت کا سہارا۔ یہ انکی ایک بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے اللہ کی مشیت (اجازت) کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا نہ ہوسکتا ہے۔لیکن یہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اسکی مشیت یا اجازت اُسکی رضا سے مختلف چیز ہے۔ ہر کام یقیناً اللہ کی اجازت سے ہی ہوتا ہے لیکن وہ راضی ، انہی کاموں سے ہوتا ہے جسکا اس نے حکم دیا ہے نہ کہ ہر اس کام سے جو انسان اللہ کی مشیت (اجازت) سے کرتا ہے۔انسان چوری، بدکاری، ظلم اور بڑے بڑے گناہ کرتا ہے۔اگر اللہ چاہے تو کسی کو یہ گناہ کرنے کی قدرت ہی نہ دے فوراً اسکا ہاتھ پکڑ لے۔ اُسکے قدموں کو روک دے۔ اُسکی نظر سلب کرے۔لیکن یہ جبر کی صورتیں ہیں جبکہ اُس نے انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے تا کہ اسے آزمایا جائے۔ اِسی لیے اُس نے دونوں قسم کے کاموں کی وضاحت کردی ہے۔جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔انسان دونوں قسم کے کاموں میں سے جو کام بھی کرے گا اللہ اُسکو زبردستی نہیں روکے گا۔لیکن اگر وہ کام جرم اور گناہ کا ہوگا تو وہ یقیناً وہ اس سے ناراض ہوگا کہ اس نے اللہ کے دیئے ہوئے اختیار کا استعمال غلط کیا۔تاہم یہ اختیار اللہ دُنیا میں اُس سے واپس نہی لے گا۔البتہ اُسکی سزا قیامت والے دن دے گا۔ اسلئے اللہ کی اجازت اور اللہ کی رضا دو مختلف چیزیں ہیں۔اسکو اچھی طرح سمجھ لیا چاہیئے۔

۲۷) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی (یعنی یہود ونصریٰ) وہ لوگ رسول ﷺ کو پہچانتے ہیں جسطرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (کیونکہ آپ ﷺ کی صفات اِنکی کتابوں میں درج تھی اور ان صفات کی وجہ سے وہ آخری نبی کے منتظر بھی تھے) 6/20

۲۸) آپ کہہ دیجئے کہ اگر بالغرض رحمٰن کی اولاد ہوتو میں سب سے پہلے اُسکی عبادت کرنے والا ہوتا۔ 43/81

۲۹) آپ کہہ دیجئے وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کردے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کردے، یا تمھیں گروہوں میں تقسیم کرکے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ

چکھوادے۔ 6/65

تشریح: اللہ کبھی عذاب بارش۔طوفان یا زلزلے کی شکل میں نازل کرسکتا ہےاور کبھی مختلف گروہوں کو آپس میں لڑا کرقتل و غارات کرادیتا ہے۔اسکی آجکل واضع مثال مسلم امت کا مختلف گروہوں میں بٹ جانا اورایک دوسرے کو تباہ کرنا آجکل عام ہے۔

۳۰) جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست بنالئے ہیں انکی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر بناتی ہےاورسب گھروں سے زیادہ کمزورمکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔کاش یہ لوگ علم رکھتے ۔29/41

۳۱) جو کتاب (قرآن) اپکی طرف وحی کی گئی ہےاسے پڑھیئے اور نماز قائم کریں یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہےتم جوکچھ کررہے ہواس سے اللہ خبردار ہے۔ 29/45

تشریح: اگر کوئی شخص باقاعدہ نماز پڑھتا ہو پھر بھی بے حیائی اور برائی میں مبتلا ہوتو اُسکو یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ اُسکی نماز میں ضرور کوئی نہ کوئی کمزوری ہے کہ نماز کے باوجود برائی سےنہیں بچ پارہا ہے۔

۳۲) جولوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔ یقیناً اللہ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔ 29/67

۳۳) اے نبی تم خواہ ایسے لوگوں (کافریں اورمنافقین) کے لئے معافی کی درخوواست کرو یا نہ کرو۔ اگرتم ستّر مرتبہ بھی انہیں معاف کرنے کی درخواست کروتو پھربھی اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا۔اسلئے کہ انھوں نے اللہ اور اِسکے رسول کے ساتھ کُفر کیا اوراللہ فاسق لوگوں کوراہِ نجات نہیں دکھاتا۔ 9/80

۳۴) خوب جان لو کہ جن لوگوں نے کُفر کا رویّہ اختیار کیا ہے، اگراُن کے قبضّے میں ساری زمین کی دُولت ہواوراتنی ہی اوراسکے ساتھ اوروہ چاہیں کہ اسِے فدیہ میں دے کرروزِ قیامت عذاب سے بچ جائیں تب بھی وہ اُن سے قبول نہ کی جائے گی اورانہیں دردناک سزا مل کررہے گی۔ 5/36

۳۵) قیامت کے دن اللہ ایک دھاگے کے برابربھی کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کریگا۔ 4/77

۳۶) ہرجاندارموت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ہم بطورامتحان تم میں سے ہرایک کو بُرائی اور بھلائی میں مبتلا

کر دیتے ہیں۔اور تم سب ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔ 21/35

۳۷) زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جسکا رزق اللہ کے ذِمّہ نہ ہو اور جسکے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے۔سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔ 11/16

۳۸) اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ 41/33

۳۹) کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ بھی اختیار ہوتا تو یہاں قتل نہ کئے جاتے۔آپ کہہ دیجئے کہ گو تم اپنے گھروں میں ہوتے پھر بھی جن کی تقدیر میں قتل ہونا تھا وہ تو مقتل کی طرف چل کھڑے ہوتے۔ 3/154

تشریح: جنگ اُحد میں کچھ لوگوں کے دل میں یہ خیال آیا یا آپس میں کہنے لگے کہ اگر ہم لوگوں کو اختیار ہوتا اور جنگ کے لئے یہاں نہ آتے تو کچھ مسلمان جو شہید ہوئے وہ شہید نہ ہوتے۔اسپر اللہ فرماتا ہے کہ تقدیر میں اگر موت لکھی ہو تو تم نہ چاہتے ہوئے بھی مقتل گاہ کی طرف آجاؤ گے۔اس سے یہ بھی سبق ملا کہ انسان کو یہ نہ کہنا یا سوچنا چاہیئے کہ میں اگر یہ کر لیتا تو یہ ہو جاتا وغیرہ وغیرہ کیونکہ جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔اس طرح کی سوچ سے صرف مایوسی اور محرومی ہی ملے گی۔اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی ہر کام تقدیر پر چھوڑ کر کرے بلکہ اپنی عقل اور ذہن سے سوچ سمجھ کر کام کرے پھر نتیجہ تقدیر پر چھوڑ دے۔

۴۰) اے نبی! یقیناً ہم نے ہی آپ کو (رسول بنا کر) گواہیاں دینے والا۔خوشخبریاں سُنانے والا اور آگاہ کر دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ 33/45

تشریح: یہ سب سے مختصر اور جامع مقصد اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی کے بھیجنے کا بتایا ہے۔ کہ قیامت کے دن آپ گواہی دیں گے کہ آپ نے تمام انسانیت تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔لوگوں کو خوشخبری دی کہ اللہ کے فرمانبردار لوگ جنت میں جائیں گے اور نافرمان لوگ دوزخ کا ایدھن بنے گے۔

۴۱) ہم نے اس امانت (امانت سے مراد ہے اُن ذمّہ داریوں کا بار اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں اختیارات اور عقل دے کر انسان پر ڈالی ہیں) کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اُسے اُٹھانے کے لئے تیار نہ ہوئے اور اُس سے ڈر گئے ،مگر انسان نے اُسے اُٹھا لیا۔بے شک وہ بڑا ظالم

اور جاہل ہے (یعنیٰ اس بارِامانت کا حامل ہوکر بھی اپنی ذِمّہ داری محسوس نہیں کرتا اور خیانت کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

تشریح: ہم یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کسطرح اللہ نے انسانوں اور زمین۔ آسمانوں اور پہاڑوں کو کیسے اور کب یہ آمانت پیش کی اور انسان نے اسے منظور کرلیا۔ لیکن اللہ کا فرمان ہے تو بالکل صیح ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ تمام انسانوں کو جو آدمؑ سے لے کر قیامت تک دُنیا میں پیدا ہوں گے۔ اللہ نے انکو بیک وقت زندہ کیا اور عہد لیا کہ وہ اللہ کی بندگی اور اطاعت کریں گے۔ سب نے اِسکی توسیق کی پھر سب موت کی نیند سُلا دیئے گئے اور اب وہ باری باری اس دُنیا میں قدرتی طریقے سے پیدا ہو رہے ہیں اور قیامت تک پیدا اور مرتے رہیں گے۔

۴۲) اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک شخص تو وہ ہے جس کے مالک ہونے میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے آقا شریک ہوں جو کہ اُسے اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور دوسرا شخص پورا پورا ایک ہی آقا کا غلام ہو۔ کیا اِن دونوں کا حال یکساں ہوسکتا ہے؟ الحمداللہ۔ مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔

تشریح: یعنیٰ ایک آقا کی غلامی اور بہت سے آقاؤں کی غلامی کا فرق تو خوب سمجھ لیتے ہیں۔ مگر جب ایک خدا کی بندگی اور بہت سے خداؤں کی بندگی کا فرق جب سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو نادان بن جاتے ہیں۔

۴۳) جن لوگوں کو تورات پرعمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پرعمل نہیں کیا۔ انکی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سے کتابیں لادے ہوئے ہو۔ اس سے بھی زیادہ بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔ 62/5

۴۴) تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خُدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنھیں تم عزیز رکھتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ اس سے باخبر ہوگا۔ 3/92

۴۵) جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اِسکی مثال اس دانے جیسی ہے جسمیں سے سات بلیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ

کشادگی والا اور علم والا ہے۔ 2-261

(۴۶) اللہ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی اور اُسکی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ نے اُسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو بدلہ تھا، اُن کے کرتوتوں کا۔ 16/112

تشریح: بظاہر یہ مثال مکہ کی ہے لیکن یہ قیامت تک کے لیئے تمبیہ ہے ہر بستی اور قوم کے لیئے۔

(۴۷) اِس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اسمیں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں اور دُودھ کی نہریں ہیں جسکا مزہ نہیں بدلا اور شراب کی نہریں ہیں جن میں سے پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں اور انکے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور انکے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔ کیا یہ مثل اس کے ہیں، جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے؟ اور جنہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو اُنکی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ 47/15

(۴۸) جس نے تہہ بتہہ سات آسمان بنائے۔ تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے۔ پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل (دراڑ۔ شگاف۔ رخنہ وغیرہ) نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔ 67/3-4

(۴۹) کیا یہ لوگ اپنے اوپر اُڑنے والے پرندوں کو پر پھیلائے اور سُکیڑتے نہیں دیکھتے؟ رحمان کی سوا کوئی نہیں جو انہیں تھامے ہوئے ہو۔ وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ 67/19

(۵۰) اُن سے کہو، کبھی تم نے یہ سوچا کہ اگر تمہارے پینے کا پانی اگر زمین میں اُتر جائے تو کون ہے جو اس پانی کی بہتی ہوئی سوتین تمھیں نکال کر لا دے گا۔ 67/30

(۵۱) اور اگر اِس (نبی ﷺ) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اِس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اسکی رگِ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ تھا۔ 69/44-47

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کے سچے رسول تھے جن کو اللہ نے سزا نہیں دی۔ بلکہ

دلائل و معجزات اور اپنی خاص تائید اور نصرت سے نوازا۔

۵۲) (اے نبیﷺ) پس مجھے (یعنیٰ اللہ تعالیٰ) اور اس کلام کو جھٹلانے والے کو چھوڑ دے ہم انہیں اسطرح آہستہ آہستہ تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ اِنکو خبر بھی نہ ہوگی میں ان کی رسّی دراز کررہا ہوں۔ میری چال بڑی زبردست ہے۔ کیا تم اُن سے کوئی اجر طلب کررہے ہو کہ اِسکے تاوان سے دبے جارہے ہیں؟ کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے یہ لکھ رہے ہیں؟ 68/44-47

۵۳) (اے کفّار) کھالو اور مزے کرلو تھوڑے دن۔ حقیقت میں تم لوگ مُجرم ہو۔ تباہی ہے اُس روز جھٹلانے والوں کے لئے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آگے جُھکو تو نہیں جھکتے۔ تباہی ہے اُس روز جھٹلانے والوں کے لیئے۔ اب اس قرآن کے بعد اور کون سا کلام ایسا ہوسکتا ہے جس پر یہ ایمان لائیں؟ 77/46-50

۵۴) جس روس یہ لوگ اُسے دیکھ لیں گے (یعنیٰ قیامت) تو اُنہیں یوں محسوس ہوگا کہ (دُنیا میں یا حالتِ موت میں) یہ بس ایک دن کے پچھلے پہر یا اگلے پہر تک ٹھیرے ہیں۔ 79/46

تشریح: یعنیٰ دُنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں ایک دن سے بھی کم لگے گی۔

۵۵) یہ وہ دن ہے (یعنیٰ حساب کتاب کا دن) جب کسی شخص کے لئے کچھ کرنا، کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔82/19

تشریح: دُنیا میں اللہ نے کچھ لوگوں کو کچھ پر اختیار دیا ہے لیکن قیامت کے دن سارا اختیار اللہ کے پاس ہوگا۔

۵۶) ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اسکا امتحان لیں اور اس غرض کے لئے ہم نے اُسے سننِے والا اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اُسے راستہ دکھایا۔ خواہ وہ شکر گزار بنے یا کُفر کرنے والا۔79/3

۵۷) اللہ تعالیٰ کو اپنے کسی فعل پر کسی بُرے نتیجہ کا کوئی خوف نہیں ہے۔91/15

تشریح: جب قوم ثمود نے اللہ کی نشانی اُونٹنی کو مار ڈالا تو اللہ نے اُس پوری قوم کو تباہ و برباد کردیا۔ اور اللہ اپنی شانِ بے نیازی بتاتا ہے کیونکہ نہ کوئی اُسکے برابر یا بڑا ہے کہ پوچھ گچھ کرسکے کہ اس نے یہ کیوں

عذاب بھیجا دُنیا میں انسان اگر کسی کا مالک بھی ہو تو اسکو تباہ کرنے کے بعد اُسے دُکھ یا خوف ہو سکتا ہے اور لوگ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کام کیوں کیا۔ لیکن اللہ بے نیاز ہے ہر چیز سے بے پرواہ ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ کسی کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ اُس سے جواب تو کُجا کوئی سوال بھی نہیں پوچھ سکتا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے رَبِّ العٰلمین کی۔

۵۸) جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی) سے پرہیز کیا اور بھلائی کو سچ مانا۔ اُسکو ہم آسان راستے کے لئے سہولت دیں گے اور جس نے بُخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا۔ اسکو ہم سخت راستے کی طرف سہولت دیں گے۔ اور اِسکا مال آخر اسکے کس کام آئے گا جب کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمّہ ہے اور درحقیقت آخرت اور دُنیا۔ دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ 92/5

۵۹) پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔ 102/8

تشریح: یہ سوال ان نعمتوں کے بارے میں ہوگا۔ جو اللہ نے دُنیا میں عطا کی ہونگی۔ جیسے آنکھ، کان، دل، دماغ۔ امن اور صحت، مال و دولت اور اولاد وغیرہ۔

۶۰) اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ 41/33

۶۱) اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے۔ لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے پورا باخبر ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔ 42/27

۶۲) کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اُس سے رُوبرو بات کرے۔ اُسکی بات یا تو وحی (دل میں کسی بات کا ڈال دینا یا خواب میں بتلا دینا اس یقین کے ساتھ کہ اللہ ہی کی طرف سے ہے) کے طور پر ہوتی یا پردے کے پیچھے سے (جیسا کہ حضرت موسیٰ سے کوہِ طور پر) یا پھر فرشتے کے ذریعے سے اور وہ اُسکے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ وہ برتر اور حکیم ہے۔ 42/51

۶۳) انھوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں، عورتیں قرار دے لیا۔ کیا اُنکے جسم کی ساخت انہوں نے دیکھی ہے؟ اِن کی گواہی لکھ لی جائیگی اور انہیں اسکی جواب دہی کرنی ہوگی۔ 43/19

۶۴) میں نے جنّ اور انسانوں کو اِسکے سِوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ 51/56

۶۵) اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو ہم خدائے رحمٰن سے کُفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں، اور انکی سیڑھیاں جن سے وہ اپنے بالا خانوں پر چڑھتے ہیں، اور اُنکے دروازے اور اُنکے تخت جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں، سب سونے اور چاندی کے بنا دیتے۔ یہ تو محض حیات دُنیا کی متاع ہے، اور آخرت تیرے رب کے ہاں صرف پرہیز گاروں کے لئے ہے۔ 43/33-35

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک دُنیا کا مال و دولت اتنا بے وقعت ہے کی اگر یہ خطرہ نہ ہوتا ہے اللہ کے نیک بندے بھی یہ مال و دولت دیکھ کر کُفر کی طرف چلے جاتے تو اللہ کافروں کو یہ سب سونا، چاندنی عطا کر دیتا۔ کیونکہ اُسکے نزدیک اس مال کی دُنیا میں آخرت کے مقابلے بھی ذرّہ برابر بھی حثیت نہیں ہے۔

۶۶) جو شخص رحمان کے ذِکر سے تغافُل برتتا ہے، ہم اُسپر ایک شیطان مُسلط کر دیتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا " کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا۔ تو تو بدترین ساتھی نکلا"۔ اُس وقت ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب تم ظلم کر چکے تو آج یہ بات تمہارے لئے کچھ بھی فائدہ مند نہیں ہے کہ تم اور تمہارے شیاطین عذاب میں مشترک ہیں۔ 43/36-29

۶۷) دیکھو، تم لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ اسپر تم میں سے کچھ لوگ بُخّل کر رہے ہیں۔ حالانکہ جو بُخّل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ سے ہی بُخّل کر رہا ہے۔ اللہ تو غنی ہے۔ تم ہی اُسکے محتاج ہو۔

اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔ 47/38

۶۸) یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اُن سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمھیں ایمان کی ہدایت دی اگر واقعی تم اپنے دعوائے اسلام میں سچے ہو۔ 49/17

۶۹) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اُولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں۔ جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔ جو رزق ہم نے تمھیں دیا ہے اُسمیں سے خرچ کرو قبل اِس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اُسوقت وہ کہے کہ "اے میرے ربّ، کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سے مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہوجاتا" حالانکہ جب کسی کی مُہلت عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ کسی شخص کو ہرگز مزید مُہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُس سے باخبر ہے۔ 63/9-11

۷۰) ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنادیا ہے۔ پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟ 54/17

۷۱) ان کی مثال (کافرین اور منافقین) شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کُفر کر۔ جب وہ کُفر کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے برَی الذّمہ ہوں۔ مجھے تو اللہ ربّ العٰلمین سے ڈر لگتا ہے۔ پھر دونوں کا یہ انجام ہونا ہے کہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائیں گے۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ 59-16

۷۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ انصاف کے علم بردار اور خدا کے واسطے کے گواہ بنو، اگرچہ انصاف اور تمہاری گواہی کی زدتمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ 4/135

۷۳) سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُنکے لئے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ 95/6

تشریح: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر جگہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر کر کے یہ صاف بتا دیا ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک بھی انسان کی زندگی میں نہیں ہے تو آخرت میں اُسکو کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ ایمان اور عملِ صالح لازم وملزوم ہیں۔ خالی ایک سے کامیابی آخرت کی نہیں ملے گی۔

۷۴) ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر اُسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچے کر دیا۔ 95/4-5

تشریح: بہترین ساخت سے مراد عظیم انسان جیسے پیغمبر۔ شہدا۔ صالحین۔ صدیقین پیدا کئے اور اسی ساخت سے بدترین انسان بھی نکل آئے جیسے فرعون۔ دُنیا کے ظالم۔ جابر اور ایسے لوگ جو کہ انسانیت کے نام پر دھبہ ہیں۔

۷۵) جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں۔ میں بہت ہی قریب ہون۔ ہر پکارنے والے کی پُکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے۔ قبول کرتا ہوں اور سُنتا ہوں۔ لہذا اُنھیں بھی چاہیے کہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ یہی اِنکی بھلائی کا باعث ہے۔ 2/186

تشریح: اللہ اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ سے کہتا ہے کہ جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو یہ نہیں کہتا کہ آپ اُنکو بتا دیں بلکہ سیدھا خطاب اللہ اپنے بندوں سے کرنے لگتا ہے کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پُکارنے والے کی آوز سُنتا ہوں اور فیصلہ کرتا ہوں۔ لیکن بندوں کو بھی چاہیے کہ مجھ پر ایمان لائیں۔ اور میرے حکم کی تعمیل کریں۔

۷٦) اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور پھٹ پڑتا ہے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اسلئے بیان کرتے ہیں کہ وہ (اپنی حالت) پر غور کریں۔ 59/21

تشریح: اس مثال کا مطلب یہ کہ قرآن جسطرح خدا کی کبر یائی اور اُسکے حضور بندے کی ذمہ داری و جوابدہی کو صاف صاف بیان کر رہا ہے اُسکا فہم اگر پہاڑ جیسی عظیم مخلوق کو بھی نصیب ہوتا اور اُسے معلوم ہوتا کہ اُسکو کس ربّ قدیر کے سامنے اپنے اعمال کو جوابدہی کرنی ہے تو وہ بھی خوف سے کانپ اُٹھتا۔